پروفیسر سیدہ رقیہ
صدر شعبہ فارسی،
کشمیر یونیورسٹی سرینگر۔

نظامی گنجوی ــــــ
پنج گنج کے آئینے میں ــــــ
ایک مختصر جائزہ

مشہور ایرانی مؤرخ دکتر عبداللہ رازی لکھتے ہیں ''این شاعر نامی در ''قُم'' در سنہ ۵۳۵ھ متولد شدہ ولی چون در گنجہ مدتی از عمر را بسر بردہ معروف بنظامی گنجوی است[1]'' واضح رہے کہ گنجہ کا قدیم شہر ''گن چائے'' نامی دریاء کے کنارے واقع ہے اور اسی دریا کے نام سے مشہور تھا گن چائے کا مطلب کشادہ دریاء کے ہے اور لفظ گنجہ دراصل ''گن چائے'' کا مخفف ہے۔ موجودہ شہر گنجہ کی ۱۰۱۵ء میں شاہ عباس صفوی نے بناء ڈالی تھی۔ مگر آجکل یہ علاقہ آزر[2] بائیجان کا ایک شہر ہے اور الزبتھ پول {Elzabeth pole} کے نام سے موسوم ہے۔

تقریباً تمام تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ نظامی آذربائیجان کے شہر گنجہ میں پیدا ہوئے لیکن اُن کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ وہ دراصل ''قم'' کے رہنے والے تھے بعد میں اُن کے والد صاحب نے گنجہ میں سکونت اختیار کی تھی چنانچہ سکندر

Scanned with CamScanner

نامہ میں خود اس بات کی طرف اشارہ کر کے لکھتے ہیں۔

چو دُر گرچہ در بحر گنجہ گُم ولی از قہستان شہر قُم

نظامی گنجوی کا نام الیاس ابو محمد کنیت نظام الدین لقب اور نظامی تخلص تھا۔ والد کا نام یوسف بن زکی موئید تھا اُن کی ماں ''کُرد'' کے ایک شریف خاندان سے تھی۔ نظامی کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام قوام مسطرزی تھا وہ بھی فن شعر میں یدطولیٰ رکھتے تھے اور اُن کا ایک قصیدہ بھی باقی ہے جو صنایع و بدایع کا ایک نادر نمونہ ہے۔ تو گویا اُن کا پورا خاندان علمی خاندان تھا اور وہ علم و ادب کی دولت کو ازل سے ساتھ لائے تھے۔

نظامی کو اس بات کا بہت ہی دکھ ہوا تھا۔ کہ اُنکے والدین بچپن میں ہی داغِ مفارقت دے چکے تھے یہاں تک کہ اُن کے والد کی وفات کے بعد اُن کے ماموں ''خواجہ عمر'' نے اُن کی پرورش کی تھی اس سلسلے میں مشہور محقق و مورخ E G Brown اپنی تاریخ میں یوں رقمطراز ہے:

"His (Nizam's) Father, Yusuf the son of Zaki Mu'ayyad, died when he was still young, and his mother, who was of a noble Kurdish family, seems not long to have survived her husband. He also alludes to the death of an uncle on the mother's side who took care of him after his father's death"(۳).

چنانچہ نظامی نے اپنی ایک مثنوی ''لیلیٰ و مجنون'' میں اپنے والدین کی موت کا دردناک اشعار میں یوں تذکرہ کیا ہے۔

یاد آوری از پدر ؎

Scanned with CamScanner

گر شد پدرم بہ نسبت جد یوسف پسرزکی موئید !!

بادور بدادری چہ کوشم دوراست ز دور چوں خروشم

گر مادر من رئیسہ کرد! مادر صفتا نہ پیش من مرد

آں لا بہ گری کرا کنم یاد تا پیش من آردش بفریاد

با ایں غم و درد بی کنارہ داروی فرامشیت چارہ

یاد آوری از مادر خود رئیسہ کرد۔

گر مادر من رئیسہ کرد مادر صفتانہ پیش من مرد

از لابہ گری کرا کنم یاد تا پیش من آردش بفریاد

یاد آوری از خال خود خواجہ عمر۔

گر خواجہ عمر کہ خال من بود خالی شد نش و بال من بود

مذکورہ بالا اشعار سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ ماموں خواجہ عمر کے انتقال سے بھی نظامی کو کافی صدمہ پہنچا تھا۔ اصل میں وہ درویشانہ طبیعت کے مالک تھے جسکی وجہ سے اپنے کلام میں جگہ جگہ دنیا کی ناپائیداری اور انسان کی غفلت شعاری کا تذکرہ کرتے ہوئے خدمتِ خلق قناعت اور پند ونصائح کا درس دیتے ہیں۔

نظامؔی کے کلام سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنی عمر میں تین نکاح کئے تھے۔ اور اُن کا ایک فرزند بھی تھا جس کا نام ''محمد'' تھا۔ اُن کی ازواج میں سے پہلی بیوی کا نام '' آفاق'' تھا اُسکے ہی بطن سے محمد پیدا ہوا۔ نظامؔی آفاق سے بے حد محبت کرتا تھا۔ یہ بیوی اُن کو پادشاہ فخر الدین بہرامشاہ کی طرف سے تحفے میں ملی تھی۔ نظامؔی نے آفاق کی ازدواجی زندگی کے دوران اپنی ایک اور مثنوی خسرو

Scanned with CamScanner

شیرین کی عشقیہ داستان کو رشتہ تحریر میں لایا۔ اسی داستان کے اختتام پر آفاق اس دنیا سے اچانک رخصت ہوئی جس سے شاعر کے دل پر شدید چوٹ لگی اور اُنہیں کافی صدمہ پہنچا۔ چنانچہ اس عشقیہ داستان کے آخیر پر وہ شیرین کی المناک موت کے ساتھ ساتھ اپنی چہیتی بیوی اور محبوبہ ''آفاق'' کی پر حسرت موت پر اپنے غم واندوہ کا تذکرہ کرتے ہوئے گویا اس بات کو آشکار کرتا ہے کہ یہ داستان (خسرو شیرین) افسانہ نہیں بلکہ نظامؔی اور آفاق کے عشق و محبت کی سچی اور حقیقی داستان ہے۔ تو اس طرح مرگ شیرین کو مرگ آفاق سے بھی تعبیر کیا ہے اشعار ملاحظہ ہو۔

تو کز عبرت بدین افسانہ مانی — چہ پنداری مگر افسانہ خوانی

درین افسانہ شرطست اشک راندن — گلابی تلخ بر شیرین فشاندن

بحکم آنکہ آن کم زندگانی — چو گل برباد شد روز جوانی

سبک رو چون بت قجیاق من بود — گمان افتاد خود (کو) کافاق من بود

ہمایوں پیکری نغز و خرد مند — فرستادہ بمن دارای در بند

پرندش درع واز درع آہنین تر — قباش از پیرہن تنگ آستین تر

سران را گوش برماش نہادہ — مرا در ہمسری بالش نہادہ

چو تر کان گشتہ سوی کوی محتاج — بہ ترکی دادہ رختم رابتاراج

اگر شد ترکم از خرگہ نہانی — خدایا ترک زادم را تو دانی ۵

''آفاق'' کی موت کے بعد نظامؔی نے دوسری شادی کی لیکن اُس بیوی کا بھی بہت جلد انتقال ہوا۔ اُس وقت اگرچہ نظامؔی اپنی مشہور مثنوی ''لیلیٰ و مجنون'' کو رشتہ تحریر میں لارہے تھے لیکن کہی پر اس بیوی کا نام نہیں لیا ہے۔ اسکے بعد نظامؔی نے تیسری شادی

Scanned with CamScanner

کی۔ اس تیسری بیوی کے ساتھ بھی اگرچہ نظامؔی کے اچھے ازدواجی تعلقات تھے اور آپسی مہر و محبت بھی بہت زیادہ تھی۔ لیکن اُس کی عمر بھی وفا نہ کر سکی وہ بھی نظامؔی کو تنہا چھوڑ کر اس دنیا سے چل بسی۔

نظامؔی کے فرزند "محمد" ۵۷۰ھ کے آس پاس پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنے کلام میں جگہ جگہ اپنے اسی فرزند کے لئے پند نصائح سے پُر اخلاق آمیز اشعار تحریر کئے۔ جن میں نظامؔی کی پدرانہ شفقت صاف طور پر جھلکتی ہے خسرو شرین کے تحریر ہونے کے وقت محمد کی عمر صرف سات سال کی تھی اور اسی مثنوی میں نظامی اپنے فرزند ارجمند سے یوں مخاطب ہے۔

ببین ای ہفت سالہ قرۃ العین　　مقام خویشتن در قاب و قوسین
منت پرور دم و روزی خدا داد　　نہ بر تو نام من نام خدا باد
در این دوَر ہلالی شاد می خند　　کہ خندیدیم ماہم روز کی چند
چو بدر انجمن گردد ہلالت　　بر افروز ندا نجم را جمالت
قلم درکش بحرفی کان ہوائیست　　علم برکش بعلمی کان خدائیست
بنا موسی کہ گوید عقل نامی　　ز ہی فرزاز فرزند نظامی [۶]

نظامؔی نے اپنی ایک اور داستان "لیلیٰ و مجنون" میں بھی اپنے اس فرزند سے مخاطب ہو کر گویا نوجوان نسل کی فلاح و بہبود اور درستیِ کردار اور شائستہ اطوار بنانے کے لئے اپنے اشعارِ آبدار کا سہارا لیا ہے۔ چنانچہ اُس وقت اس کے فرزند کی عمر چودہ سال کے قریب تھی اُن سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

ای چاردہ سالہ قرۃ العین　　بالغ نظر علوم کونین

آن روز کہ ہفت سالہ بودی | چون گل بچمین حوالہ بودی
و اکنون کہ بچاردہ رسیدی | چون سر و باوج سرکشیدی
غافل فشین نہ وقت بازیست | وقت سہزاست و سرفرازیست
دانش طلب وبزرگی آموز | تانہ نگرند روزت از روز
چون شیر بخود سپہ شکن باش | فرزند خصال خویشتن باش
دولت طلبی سبب نگہدار | با خلق خدا ادب نگہدار
داں شغل طلب زروی حالت | کز کردہ نبا شدت خجالت
می کوش بہر ورق کہ خانی | کان دانش را تمام دانی ؎

☆☆☆

می باش طبیب عیسوی ہش
امانہ طبیب آدمی کش
می باش فقیہہ طاعت اندوز
امانہ فقیہہ حیات آموز

ظاہر ہے کہ نظامی اپنے فرزند سے علم وادب میں دلچسپی اور رفتار و گفتار کی بلندی کا خواہاں ہے۔ وہ اُسے خدمتِ خلق کی دعوت دیتا ہے اور اس میں مسیحائی قوت حاصل کرنے کی تلقین فرماتا ہے۔ نظامؔی اپنے فرزند سے تقریباً اپنی ہر مثنوی میں مخاطب ہے۔ اور اُسے بلند پایہ نصائح کے ساتھ ساتھ دینوی اور دنیاوی زندگی بسر کرنے کے اعلیٰ اطوار واضح فرماتے ہیں۔ مثلاً مثنوی ’’ہفت پیکر‘‘ کے ایک نصیحت کے چند اشعار ملاحظ ہو ؎

ای پسر ہاں وہاں ترا گفتم　　کہ تو بیدار شو کہ من خفتم
چوں گل باغ سرمدی داری　　مہر باغ محمدیؐ داری
سکہ بر نقش نیک نامی بند　　کز بلندی رسی بچرخ بلند
صحبتی جوی کز نکو نامی　　در تو آرد نکو سرانجامی

نظامیؔ کے زمانے میں آذربائیجان اور اسکے اطراف کے علاقہ پر مختلف خاندان حکمران تھے اُن میں آذربائیجان اور موصل کے اتابک اور شیروان شاہ نے بڑی شہرت پائی۔ یہ سب خاندان سلجوقی سلطنت کے باج گزار تھے۔ ظاہر ہے کہ نظامیؔ نے اگرچہ چند سلاطین کا زمانہ دیکھا تھا مگر وہ زمانے کے دستور کے مطابق بادشاہوں کی خوشامد اور دربارداری سے بالکل دُور رہے۔ انہوں نے کبھی اپنی زبان کو بادشاہوں کے مدحیہ قصائید سے آلودہ نہیں کیا۔ ہاں اتنا ضرور ہوا کہ بڑے بڑے سلاطین نے ان کو فرمائش کر کے اُن سے اپنے اپنے نام پر کتابیں لکھوائیں پھر ان کتابوں (مثنویوں) میں انہوں نے اُن بادشاہوں کی مدح بھی لکھی۔ نظامیؔ دراصل درویشانہ طبیعت کے مالک تھے۔ انہوں نے تمام عمر گوشۂ عزلت میں گزاری۔ اُن کی شخصیت ایک ایسے لامثال بحر کے مانند تھی جس میں عشق وعرفان، فلسفہ واخلاق اور کردار واعمال کے تابدار اور دُرِ نایاب کی کوئی کمی نہیں تھی۔ انہوں نے داستان سرائی کی آڑ میں نہ صرف ایران کی قدیم صنف کو زندہ رکھا بلکہ اسکے ساتھ ساتھ عشق الٰہی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، دعوتِ اسلام اور اطاعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو بھی فروزاں رکھا۔ چنانچہ اپنی ہر مثنوی کا آغاز انہوں نے خالقِ کائنات پاک پروردگار کی ستائش سے کیا ہے۔ اس کے بعد فخر موجودات سرور انبیاء خاتم المرسلین محمد

Scanned with CamScanner

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت فرمائی ہیں۔ اُن کا کلام پند ونصائح، اخلاق وآداب، عشق وعرفان کا ایک ایسا پیکر ہے جس پر زمانے کی فرسودگی جم نہیں سکتی۔ اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی اُن کا کلام نہ صرف عصر حاضر بلکہ آئیندہ یعنی بھی ہر دور کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگا۔

نظامیؔ کے پنج گنج (پانچ مثنویاں) کی ترتیب یوں ہیں:۔

۱۔مخزن الاسرار:۔ یہ مثنوی ۵۵۲ھ میں مکمل ہوئی تھی اور ملک فخرالدین بہرام شاہ[۸] پادشاہِ ارزنجان کے نام معنون ہوئی۔

۲۔خسرو وشیرین:۔ یہ مثنوی ۵۷۲ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی اور ابو طالب طغرل[۹] بن ارسلان سلجوقی پادشاہ اور اتابک[۱۰] شمس الدین ابوجعفر محمد ایلدگز ملقب بہ جہان پہلوان اور اُسکے بھائی اتابک قزل ارسلان[۱۱] کے نام معنون ہوئی۔

۳۔لیلیٰ ومجنون:۔ یہ مثنوی ابوالمظفر شروان شاہ کی فرمائش پر لکھی گئی اور صرف چار ماہ میں رشتہ تحریر میں لائی گئی۔ ۵۸۵ھ میں مکمل ہوئی۔

۴۔ھفت پیکر:۔ یہ مثنوی ''ھفت گنبد'' یا ''بہرام نامہ'' کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اور ۵۹۳ھ میں مکمل ہوئی تھی۔ یہ مثنوی سلطان علاء الدین کرپ ارسلان کے نام معنون ہوئی۔

۵۔اسکندر نامہ:۔ یہ مثنوی اصلی میں دوحصوں پر مشتمل ہے اسکندر نامہ بری اور اسکندر نامہ بحری۔ اسکندر نامہ بری کے اور نام بھی ہے مثلاً شرفنامہ اور ''خردنامہ'' اسکندری نامہ اور مُقبل نامہ۔ اسکندر نامہ بحری کے بھی اور نام ہے مثلاً ''اقبالنامہ اسکندری''۔ خردنامہ اسکندری۔

اسکندر نامہ کا پہلا حصہ ''شرفنامہ'' نظامی نے اتا بک اعظم ملک نصرت الدین ابوبکر سلجوقی فرزند اتا بک محمد جہان پہلوان کی خواہش پر قلم بند کیا۔ یہ حصہ ۵۹۳ھ کے بعد ہی مکمل ہوا تھا۔

اسکندر نامہ کا دوسرا حصہ ''اقبالنامہ'' ملک عزالدین مسعود بن ارسلان سلجوقی جو موصل کا پادشاہ تھا کے نام معنون ہوا ہے۔ نظامی نے ۵۹۹ھ میں اقبالنامہ کو اپنے فرزند ''محمد'' کی وساطت سے ملک عزالدین کی خدمت میں بھیجا تھا۔

مخزن اسرالار:۔ نظامی کی پہلی مثنوی مخزن الاسرار میں کم وبیش ۲۸ ہزار شعر ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوا کہ یہ مثنوی ''بہرام شاہ'' کے نام پر لکھی گئی۔ اسکے صلہ میں اُس بادشاہ نے پانچ ہزار اشرفیاں، ایک قطار شتر اور انواع واقسام کے بیش قیمت کپڑے! نظامی کی خدمت میں بھیجے۔ جیسا کہ مخزن الاسرار کے نام سے ہی پتہ چلتا ہے کہ یہ مثنوی اسرار کا خزانہ ہے حسبِ عادت نظامی نے اس مثنوی کا آغاز ستائش پروردگار اور نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے۔ اسکے بعد ملک فخر الدین بہرام شاہ کی مدح میں بھی کچھ اشعار ہیں۔

واضح رہے کہ ایران میں اگرچہ داستان سرائی کا رواج قدیم زمانے سے موجود تھا۔ لیکن جس طریقے سے نظامی نے اس کا آغاز کیا تو گویا وہ اس صنف کے موجد قرار پائے۔ کیونکہ اُن سے پہلے نہ کسی نے خمسہ لکھا تھا۔ نہ ہی انہوں نے کسی شاعر کی تقلید کی تھی بلکہ وہ خود اپنے نئے اور خاص طرز کے موجد تھے۔ چنانچہ اس بات کا اقرار کرتے ہوئے وہ اپنی اس مثنوی میں یوں فرماتے ہیں۔

من کہ سرایندۂ این نو گلم   باغ ترا نغمہ سرا بلبلم

Scanned with CamScanner

درره عشقت نفسی میزنم — برسر کویت جرسی میزنم

عاریت کس نپذیر فتہ ام — آنچہ دلم گفت بگو گفتہ ام

شعبدہ ای تازہ بر انگیختم — ھیکلی از قالب نورتختم

صبح روی چند ادب آموختہ — پردہ ز سحر سحری دوختہ

مایہ درویشی و شاہی در او — مخزن اسرار الٰہی در او

مذکورہ بالا اشعار میں نظامی نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ یہ مثنوی اسرار الٰہی کا خزانہ اور درویشی کی دولت سے مالا مال ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مثنوی معنوی مقامات کی بلندی اور زہد وتقویٰ کا ایک مرقع ہے۔ جس میں نظامی نے دل کی کدورت دوُر کرنے کے بعد دل کی پہچان اور پرورش میں مست کرنے والے نغمے الاپے ہیں۔ رات کی تنہائی اور خاموشی کا تذکرہ کرنے کے بعد آدم علیہ السلام کی آفرنیش اور عدل و داد کی باتیں فرمائی ہیں۔ اسکے ساتھ ساتھ حوادث عالم، حکایت سلیمان، داستان پیرزن وغیرہ وغیرہ اسلامی اور تاریخی حکایات کو بیان کرتے ہوئے دنیا کی ناپائیداری بے وفائی اور استقبال آخرت کے بارے میں عبرتناک اشعار بیان فرمائے ہیں۔ اسکے آخر میں لکھتے ہیں۔

شکر کہ این نامہ بعنوان رسید — پیشتر از عمر بپایان رسید

کرد نظامی ز پی زپوش — غرفہ گوہر ز قدم تاسرش

بادمبارک گہرافشان او — بر ملکی کاین گہر است آن او

خسرو وشیرین:۔ یہ مثنوی ساسانی دوَر کی ایک مشہور ایرانی داستان ہے اور اس میں اشعار کی تعداد چھ ہزار سے زیادہ ہے۔ اس کا آغاز بھی نظامی نے خداوند تعالیٰ کی

Scanned with CamScanner

ستائش سے کیا ہے۔ اسکے بعد نعتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے کلام کو زینت بخشی ہے۔ پھر اُسی زمانے کے مشہور امراء اور حکمران جن میں عراق اور کردستان کے سلجوقی بادشاہ طغرل بن ارسلان، اتا بک اعظم شمس الدین ابو جعفر محمد بن ایلدگز کے علاوہ شاہ مظفر الدین قزل ارسلان کی مدح سرائی کی ہے۔

خسرو و شیرین کے مکمل ہونے کے وقت محمد بن ایلدگز وفات پا چکا تھا اور اسکی جگہ اسکا بھائی قزل ارسلان جانشین مقرر ہوا تھا۔ انہوں نے نظامی کو اپنے دربار میں طلب فرمایا اور اس مثنوی کے صلہ میں بے حد داد و تحسین دینے کے ساتھ ساتھ ''حمد ونیاں'' نام کا ایک گاؤں جاگیر میں دیا۔ اس بات کا تذکرہ خود نظامی نے ان اشعار میں کیا ہے۔

چو خود با حمد و با اخلاص من کرد دہ حمد و نیان را خاص من کرد[12]

نظامی نے اس مثنوی کے آخیر پر شمس الدین محمد جہان پہلوان کی وفات پر اظہار تاسف کیا ہے جن میں سے چند اشعار ملاحظ ہو۔

شہادت یافت از زخم بداندیش کہ باداش آن چنان یاداش ازین بیش
سہ پایہ بر فلک زد زین خرابی گذشت از پایہ خاکی و آبی
گر آن دریا شد این درھا بجایند کہ بر ما بیش از آن درھا گشایند
گر او بُرا سوی گوہر گرم شد یای نسب دا ران گوہر باد بر جای
گر او را فیض رحمت گشت ساقی جہان بر وار ثانش باد باقی
گر او را خاک داد از تختہ بندی مباد این تخت گیران را گزندی
گر او بی تاج شد تاجش رضا باد سراین تا جدا ران را بقا باد

Scanned with CamScanner

خصوص آن وارث اعمار شاہان نظر گاہ دعای نیک خواہان

خسرو شیرین اگرچہ قدیم داستان ہے اور فردوسی نے بھی اسے نظم کا جامہ پہنایا تھا۔ مگر نظامی نے تحقیق و تجسس کے بعد اسی میں وہ رنگ چڑھایا کہ وہ اُن سے پہلے کسی سے نہ بن پڑا تھا۔ چنانچہ اس داستان کی ترتیب کے بارے میں یوں رطب اللسان ہیں۔

حدیث خسرو و شیرین نہان نیست وزان شیرین تر الحق داستان نیست

اگرچہ داستان دلپسند است عروسی در و قایہ شہر بند است

بیاضش در گذارش نیست معروف کہ در بردع سوادش بود موقوف

ز تاریخ کہن سالان آن بوم مرا این گنجامہ گشت معلوم

کہنالان این کشور کہ ہستہند مرا بہ شقئہ این شغل ہستند ۱۳؎

فردوسیؔ سے خوشہ چینی نہ کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں۔

حکیمی کاین حکایت شرح کردست حدیث عشق از ایشان طرح کردست

چو در شصت اوفتادش زندگانی خدنگ افتادش از شت جوانی

بعمری کہ بشصت آمد پسندش سخن گفتن نیامد سود مندش

نگفتم ہرچہ دانا گفت از آغاز کہ فرخ نیست گفتن گفتہ را باز

در آن جزوی کہ ماند از عشقبازی سخن راندم چو شیخ مرد غازی ۱۴؎

نظامی کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نہ صرف بلند رتبہ شاعر تھے بلکہ پاک سیرت، نیک طینت اور صوفی منش بزرگ بھی تھے چنانچہ اُن کا کلام بظاہر داستان سرائی

Scanned with CamScanner

پر مشتمل ہے لیکن حق تو یہ ہے کہ ہر داستان میں انہوں نے ایک انسان کو یہ دعوت دی ہے کہ اس ناپائیدار دُنیا سے دل نہ لگائے۔ شب و روز عبادتِ الٰہی میں محور ہے اور اپنی گزرتی ہوئی عمر سے غافل نہ رہے داستان خسرو شیرین کے آغاز میں ایسے ہی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

چو عمر از دہ گذشت یا خود از بیست غیشاید گر چون غافلان زیست
نشاط عمر باشد چہل سال چہل سالہ ضر و ریزد پر و بال
پس از پنجہ نباشد تندرستی بعر کندی پذیرد پای سُتی
چو شصت آمد نشت آمد پدیدار چو ہفتاد آمد افتاد آلت از کار
بشہتاد و نود چون در رسیدی بسا سختی کہ از گیتی و کشیدی
و از آنجا بعد منزل رسانی بود مرگی بصورت زندگانی
اگر صد سال مانی و ریکی روز ببابد رفت ازین کاخ دل افروز
پس آن بہتر کہ خود را شاد داری در آن شادی خدا را یاد داری ۱۵

حواشی

۱۔ تاریخِ کامل ایران ص ۲۸۶۔

۲۔ قدیم تاریخوں میں جیسے ارمنی تاریخوں میں یہ لفظ ''آتور پاتیکان'' کے نام سے ملتا ہے آزر بائیجان کی موجودہ صورت اور تلفظ اسی قدیم لفظ کی معرب صورت ہے۔

۳۔ Literary History of Persian by E.G. Brown vol.2nd p No. 401.

۴۔ نظامی نے اپنی ایک مثنوی ''مخزن الاسرار اسی بادشاہ کے نام معنون کی تھی۔

Scanned with CamScanner

۵۔ کلیاتِ خمسہ نظامی گنجوی۔ خسرو شیرین ص ۴۰۲۔

۶۔ کلیاتِ خمسہ نظامی گنجوی ص۴۰۲۔ خسرو شیرین

۷۔ کلیاتِ خمسہ نظامی گنجوی۔ لیلیٰ مجنون ص

۸۔ بہرام شاہ

۹۔ طغرل بن ارسلان (۵۷۳۔۵۹۰ھ)

۱۰۔ شمس الدین (۵۶۸۔۵۷۲)

۱۱۔ قزل ارسلان (۵۷۸۔۵۸۲)

۱۲۔ شعر العجم از شبلی نعمانی ص۲۵۶ جلد اول۔

۱۳۔ خسرو شیرین ص۱۴۲۔

۱۴۔ خسرو شیرین ص۱۴۳۔

۱۵۔ خسرو و شیرین ص۱۴۳۔

کتابیات

۱۔ تاریخ کامل ایران

۲۔ Literary History of Persian by E.G. Brown

۳۔ شعر العجم

۴۔ رضازادہ شفق

۵۔ احوال و آثار نظامی...... سعید نفیسی

۶۔ گنجینہ گنجوی...... وحید دستگردی

۷۔ کلیات نظامی

☆☆☆

Scanned with CamScanner